ہندوؤں سے مکالمے کی مذہبی بنیادیں

سیرت طیبہ ﷺ اسوہ انبیاء علیہم السلام اور کتب مقدسہ کی روشنی میں

پروفیسر نذیر شام
گورنمنٹ ہائی سیکنڈری اسکول، گھوٹکی

ABSTRACT

Dialogue on basis foundations of religions possibilities Benefits and Suggestions under the scope of Seerat -ul-Nabi and uswah Ambia (A.A) and in the light of Holly book . Quran says"Allah conserves with angles and declares that lam going to creat Adam Allah

convers with souls and thy agree that " you are our rab"

The technique of conserve with others is said to be dialogue . this conservation is over as issue / topic and ends at a good solution .

In the human history there are alot of examples .All the prophets conversed with the people of that nation ,area or ummah.

Today it is need of the time also that we should sit and solve one problem conflicts through dialogue with sincere hearts and soft words.

As it was important in ancient time, but it is more important till today to solve every political, social,

economical or any other issue or another through dilogue.

As it was done by the Allah, the prophets and great people، of their times to make their convesation/dilogue with every sincere step, honestly and clearly.

In the possible benefits:

This area and the whole world and humanity will feel and reluts a great development will be done in all the educational and technological, socio-echonomical, geo-political sectors of the world.

هوالذی ارسل رسولهٗ بالهدیٰ ودین الحق لیظهرهٗ علی الدین کله ولو کره المشرکون (۱)

اللہ نے اپنے رسول (محمد ﷺ) کو سچے دین کے ساتھ بھیجا تا کہ اس کو تمام ادیان پر غالب کردے خواہ شرک کرنے والوں کو کتنا ہی ناگوار گذرے۔

شروع اس خالق و مالک کے نام سے جس نے انسان بنایا، پھر علم سکھایا اور قلم بھی عطا کیا۔ اس مالک الملک ذوالجلال نے پھر بولنا بھی سکھایا۔ آوازوں کے ذریعہ سے اپنے جذبات، خیالات معاملات کو سنانے اور سننے کی طاقت بخشی اور محسوس کرنے والا دل بخشا یہ ساری نعمتیں اس بزرگ و برتر قدوس و کریم کی دی ہوئی ہیں۔ اپنے معاملات اور خیالات کو الفاظ کا روپ سروپ دے کر کسی سے گفتگو کے ذریعے اپنی بات کے لیے فریق کے دل میں یہ بات بٹھانا کہ اس کی بات میں بھی وزن ہے۔ کچھ تو سہی ہے یہی مکالمہ کہتا ہے۔

وان هذه امتکم امةً واحدةً وانا ربکم فاتقون

اور دیکھو یہ تمہاری امت فی الحقیقت ایک ہی امت ہے اور میں تم سب کا رب ہوں پس (میری عبودیت و نیازی کی راہ میں تم ایک ہو جاؤ اور)

نافرمانی سے بچو

دنیا میں کوئی بھی مذہب ایسا نہیں ہے جس نے ایک ہی دین پر اکھٹے رہنے اور تفرقہ و اختلاف سے بچنے کی تعلیم نہ دی ہو۔ سب کی تعلیم یہی تھی کہ خدا کا دین بچھڑے ہوئے انسانوں کو جمع کر دینے کے لیے ہے الگ الگ کر دینے کے لیے نہیں ہے پس ایک پروردگار عالم کی بندگی میں سب متحد ہو جاؤ اور تفرقہ و مخاصمت کی جگہ باہمی محبت و یکجہتی اختیار کرو۔ اللہ کہتا ہے میں نے تمہیں ایک ہی نام دیا تھا لیکن تم نے طرح طرح کے نام اختیار کر لیے اور رشتہ انسانیت کی وحدت سینکڑوں ٹکڑوں میں بکھر گئی۔ تمہاری نسلیں بہت سی ہیں، اس لیے تم نسل کے نام پر ایک دوسرے سے الگ ہو گئے ہو، تمہارے وطن بہت سے بن گئے ہیں اس لیے اختلاف وطن کے نام پہ ایک دوسرے سے لڑ رہے ہو۔ تمہاری قومیتیں بے شمار ہیں اس لیے ہر قوم دوسری قوم سے دست و گریباں ہو رہی ہے۔ تمہارے رنگ یکساں نہیں اور یہ بھی نفرت و عناد کا ایک بڑا ذریعہ بن گیا تمہاری بولیاں مختلف ہیں اور یہ بھی ایک دوسرے سے جدا رہنے کی ایک بہت بڑی حجت بن گئی، اور سب کا منشا یہی ہے کہ ایک دوسرے سے جدا ہو جاؤ اور ایک دوسرے سے نفرت کرتے رہو، ایسی حالت میں بتلاؤ وہ رشتہ کون سا رشتہ کون سا رشتہ ہے جو اتنے اختلافات رکھنے پر بھی انسانوں کو ایک دوسرے سے جوڑ دے اور انسانیت کا بچھڑا ہوا گھرانا از سر نو آباد ہو جائے؟ وہ کہتا ہے: صرف ایک ہی رشتہ باقی رہ گیا ہے اور وہ خدا پرستی کا مقدس رشتہ ہے۔ تم کتنے ہی الگ الگ ہو گئے ہو، لیکن تمہارے خدا الگ الگ نہیں ہو سکتے تم سب کی بندگی و نیاز کے لیے ایک ہی معبود کی چوکھٹ ہے تم بے شمار اختلاف رکھنے پر بھی ایک ہی رشتہ عبودیت میں جکڑے ہوئے ہو تمہاری کوئی نسل ہو، تمہارا کوئی وطن ہو تمہاری کوئی قومیت ہو تم کسی درجے میں اور حلقے میں کے انسان ہو لیکن جب ایک ہی پروردگار کے آگے سر نیاز جھکا دو گے تو یہ آسمانی رشتہ تمہارے تمام ارضی اختلافات مٹا دیگا تم سب کے بچھڑے ہوئے دل ایک دوسرے سے جڑ جائیں گے۔ تم محسوس کرو گے کہ تمام دنیا تمہارا وطن ہے، تمام نسل انسانی تمہارا گھرانا اور تم سب ایک ہی رب العالمین کے عیال ہو۔

مکالمہ:

Dialogue =1: A written composition in which two or more characters are presented . as coversing

2: Exchange of ideas and opinions

3:A discussion between represententives of parties to a conflict that is aimed as resolution (marriam webster)

Dialogue is a literary and theoritical form of consisting of a written or spoken conversational exchange between two or morepeople .

Its chief historical origins as narrative ,philosophical or didactic device are to be found in classical , greek and indian litrature in particulcular in the ancient art of rheotic(1).

مکالمہ: بات چیت اور گفتگو کا مفہوم ادا کرنے والے دیگر متعدد الفاظ بھی مختلف مصدروں اور صیغوں سے قرآن کریم میں استعمال ہوئے ہیں جیسے: کلمہ قال اور قول (کہنا) ۵۲۷ مرتبہ آیا ہے۔(۲)

مکالمہ کی تعریف:

بات چیت وہ قسم ہے جو دو اشخاص یا دو ٹیموں کے درمیان ہوتی ہے۔اس میں خیالات کا تبادلہ فریقین کی برابری کی بنیاد پر ہوتا ہے اور ان میں سے کسی ایک کو فوقیت حاصل نہیں ہوتی، اس میں اطمینان اور سکون کی فضا ختم ہوجاتی ہے، جھگڑے عناد سے دور رہ کر تبادلہ خیال ہوتا ہے۔ایسی گفتگو مطالعہ کے دوران دو دوستوں یا ساتھ کام کرنے والے دو اشخاص کے درمیان کام کرتے ہوئے یا محفل یا رتجگا کے شرکاء کے درمیان باہم ہوا کرتی ہے۔(۲۔اے)

مکالمہ کیوں ضروری ہے:

مکالمے کا مقصد دوسروں کو شکست دینا نہیں ہوتا بلکہ اس کا تعلق ان کے بارے میں سیکھنے اور تفہیم حاصل کرنے سے ہے۔قرآن اس پر اصرار کرتا ہے کہ دنیا کا حسن اس کے تنوع میں ہے، بصورت دیگر خدا نے اس کو ایسا بنایا ہی نہ ہوتا۔

ولوشاء ربك لآمن من في الارض كلهم جميعاً افانت تكره الناس حتىٰ يكونوا مومنين (۳)

مکالمے کا عمل لوگوں کو اپنے مذہبی تشخص کا تجزیہ اور اس کو دوبارہ تصدیق کرنے پر مجبور کرتا ہے اور انہیں یہ موقع دیتا ہے کہ وہ دوسروں کے عقائد کا وقار اور تحمل کے ساتھ احترام کرتے ہوئے اپنے عقائد کو مضبوط کریں۔

مکالمہ کی مثالیں:

مکالمہ کرنے کا فطری اور اصل طریقہ ہمیں اللہ عزوجل کی کتاب مقدس سے اور اس کی ذات اقدس سے بھی ملتا ہے اللہ عزوجل نے ہمیں مکالمہ کرنا سکھایا، اللہ نے جب حضرت آدم کو پیدا فرمایا تو انہوں نے فرشتوں کے ساتھ مکالمہ کیا۔

واذقال ربك للملئكة انى جاعل في الارض خليفة(۴)

اور جس وقت ارشاد فرمایا آپ کے رب نے فرشتوں سے کہ ضرور میں بناؤں گا زمین میں ایک نائب۔

فرشتوں نے جوب دیا:

اتجعل فيها من يفسد فيها ويسفك الدماء ونحن نسبح بحمدك ونقدس لك (۵)

کیا آپ پیدا کریں گے زمین میں ایسے لوگوں کو جو فساد پیدا کریں اور خونریزیاں کریں گے، اور ہم برابر تسبیح کرتے رہتے ہیں اور تسبیح کرتے رہتے ہیں۔

مکالمہ بین المذاہب کی مذہبی بنیادیں:

ایک دوسرے کو سمجھنے اور تعاون کرنے کے لیے کچھ اصولوں پر اتفاق کرنا ہوگا اول یہ کہ تمام مذاہب کے پیروکار اپنے اپنے عقیدے زندگی بسر کرنے میں آزاد ہیں اور تمام مذاہب کی ایسی اقدار خصوصاً ضبط وتحمل اور رواداری، جو اپنے پیروکاروں کو ایک دوسرے کے ساتھ پر امن بقائے باہمی پر اکساتی ہیں ایک دوسرے کا احترام کیا جائے۔ اسلام میں یہ اصول بہت ہی احسن طریقے پر موجود ہیں اول یہ کہ قرآن کہتا ہے کہ:

لا اکراہ فی الدین (۶)

دین میں کوئی جبر نہیں۔

قرآن مذہبی آزادی اور مذہبی عبادات کے حق کو تسلیم کرتا کہ ہر انسان کو مذہب اختیار کرنے اور اپنے مذہب پر چلنے کا اختیار ہے۔قرآن کہتا ہے کہ:

لکم دینکم ولی دین(۷)

تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین۔

یہ آیت مسلمانوں کو تعلیم دیتی ہے کہ کسی کو زبردستی اسلام قبول نہیں کرایا جا سکتا اور مسلمانوں کو دوسرے کے مذہبی امور میں مداخلت کرنے سے منع کرتی اور ہر ایک کو اپنے عقیدے کے مطابق زندگی بسر کرنے کی آزادی کی توثیق کرتی ہے۔اور سب سے اہم اصول جو مکالمہ کرنے کے لیے ضروری ہے وہ ہے صبر وتحمل اور رواداری کا مظاہرہ کرنا اس کے لیے ارشاد ربانی ہے کہ:

لاینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلو کم فی الدین ولم یخرجو کم من دیارکم ان تبرو ھم و تقسطو الیھم ان اللہ یحب المقسطین (۸)

گفتگو اور مکالمہ کرتے وقت جن باتوں کا خاص خیال رکھنا چاہے ان میں چند باتیں ایسی ہین جن کا متکلم کو خیال رکھنا بیحد ضروری ہے۔

مکالمہ میں جو سب سے پہلی اور اہم بات ہے وہ ہے متکلم کا اپنے قول وعمل میں سچا ہونا۔ یہ وہ خوبی ہی ہے جس سے بہت ساری دوسری خوبیاں جنم لیتی ہیں انسان کے ہر قول وعمل کی درستگی کی بنیاد یہ ہے کہ اس کے لیے اس کا دل اور اس کی زبان باہم ایک دوسرے کے مطابق اور ہم آہنگ ہوں۔حقیقت یہ ہے کہ سچائی کی عادت انسان کو بہت سی برائیوں سے بچاتی ہے۔اور جو سچا ہوگا وہ ہر برائی سے پاک ہونے کی کوشش کرے گا۔اور قابل بھروسہ ہوگا اس لیے لوگوں کو اس کے قول وفعل پر اعتبار ہوگا،اور وہ جو کہے گا کرے گا(۹)

گفتگو میں آسان زبان میں گفتگو کرنی چاہیے ذومعنی الفاظ نہ ہوں۔غلط فہمی کا تعلق متکلم اور مخاطب دونوں سے ہے۔باہم گفتگو کے جو منفی،نقصان دہ اور پریشان کن پہلو ہیں ان میں ایک غلط فہمی ہے۔

غلط فہمی گفتگو کرنے والے اور سننے والے دونو کے لیے نقصان کا باعث ہو سکتی ہے۔اس لیے شریعت مطہرہ نے اس سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے کہ گفتگو کرنے والا گفتگو ذو معنی، الجھی ہوئی مخاطب کے معیار سے اونچی یا جلدی جلدی نہ کرے کیونکہ اس سے مخاطب کو صحیح مفہوم اور مطلب سمجھ میں نہ آئے گا اور وہ غلط مطلب لے گا۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایسے کلمات یا عبارت کہنے سے منع فرمایا ہے جو ذو معنی ہو۔

یاایھا لذین آمنوا لا تقولو راعنا وقولو انظرنا واسمعو وللکافرین عذاب علیم (۱۰)

اے ایمان والو''راعنا''مت کہو اور''انظرنا'' کہا کرو اور سنتے رہا کرو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

اس آیت میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ ایسے الفاظ یا کلمات کہنے سے گریز کرو جو ذو معنی اور مشتبہ ہوں۔

مکالمہ کرنے والے کو چاہیے کہ گفتگو اس قدر طویل نہ ہو کہ وہ ذوق اور وقار کی حدود سے آگے نکل جائے، اور فریقین کسی نتیجے پر ہی نہ پہنچ سکیں۔اس لیے ضروری ہے کہ دوران کلام وقت کا لحاظ رکھے، نیز جب وہ کسی کانفرنس میں ہو تو جتنا وقت اسے دیا گیا ہے اس کی پابندی کرے اگر مسجد میں ہے تو اس کو زیادہ طول نہ دے کہ لوگوں کو اپنے اپنے کام پر بھی جانا ہوتا ہے۔اور اگر کسی محفل میں ہو تو بھی وقت کا دھیان رکھا جائے۔

اچھی بات کرنے والا انسان اچھا سامع بھی ہونا چاہیے۔کیونکہ اگر آپ کسی کی پات کو غور سے سنیں گے نہیں تو وہ آپ کی بات پر بھی دھیان نہیں دیں گے۔اور آپ جس سے گفتگو کر رہے ہوں اس کی بات کو درمیان میں نہ کاٹیں بلکہ آپ دوسرے کی بات اس طرح غور سے سنیں جس طرح آپ خود چاہتے ہیں کہ دوسرے آپ کی بات کو سنیں (۱۱)

اس طرح سے باتوں کا سلسلہ نہیں ٹوٹے گا۔اور لوگ بیزار نہیں ہونگے۔ابن المقفع کہتے ہیں کہ:

اچھے طریقے سے سننا اسی طرح سیکھو جس طرح اچھے انداز سے بولنا سیکھتے ہو۔اور اچھے طریقے سے سننے کا مفہوم یہ ہے کہ متکلم کو اپنی بات پوری کرنے

کا موقع دیا جائے۔اسی طرح کی کے جواب دینے کی طرف توجہ کم دینا اور اس کی طرف منہ نہ کرنا اوراس کی طرف گھور کر دیکھنا وغیرہ وہ باتیں ہیں جو نامناسب ہیں۔پھر وہ جو بات کہے اسے یاد رکھنا اچھے سننے والوں میں شامل ہے۔(۱۲)

مکالمہ میں ضروری ہے کہ موضوع پر قائم رہا جائے موضوع سے ہٹ کر بات نہ کی جائے اس کے موقف کے اردگرد ہی گھوما جائے، جس موضوع پر آپ مباحثہ کر رہے ہیں۔اور کسی غیر ضروری بات نہ لیں اور نہ ہی بلاضرورت کوئی جوش دلائیں۔اس کے لی ابراہیم بن ادھم نے کہا ہے کہ:

مجلس میں احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ تم بات اس وقت کرو جب تم سے کہا جائے گفتگو کے وقت کسی مسئلے پر لغزش کے ڈر کی وجہ سے سوال بقدر ضرورت وحاجت ہونا چاہیے جب آپ کو کسی فیصلے کا حکم دیا جائے تو فیصلہ کریں جب آپ سے سوال کیا جائے تو وضاحت کریں اور جب آپ سے گفتگو طلب کی جائے تو اچھے طریقے سے بات کریں۔اور جب آپ کو خبر سنائی جائے تو اس کی تحقیق کریں، اور زیادہ باتیں کرنے اور خلط ملط کرنے سے بچیں، کیونکہ جن کی باتیں زیادہ ہونگی ان کی لغزشیں بھی زیادہ ہونگی۔

متکلم کو چاہیے کہ جن لوگوں سے گفتگو کر رہا ہے ان کا احترام کرے۔وہ لوگ چاہے مسلم ہوں چاہے غیر مسلم ان کی عزت کرنا ان کا حق ہے۔اور لوگوں سے ان کے مرتبہ کے مطابق برتاؤ کرنا چاہیے۔

ثانی صاحب فرماتے ہیں کہ:

'ہم اگر دوسرے لوگوں کے ساتھ اس مہذب اور مؤدب جذبے سے معاملہ کریں گے تو ہمارے اندر اچھے ذوق وادب اور تحمل و بردباری کی صفت پیدا ہوگی جو داعی کی بہترین صفات میں سے ہے جس کی وجہ سے دوسرے کو مطمئن کرنے کی صفت نمایاں ہوگی اور دوسروں سے بات سننے کا سلیقہ پیدا ہوگا۔(۱۳)

مکالمہ میں ایک کامیاب مکالمہ کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی بات کو مثالوں اور دلیلوں سے بیان کرے کیوں کہ مثالوں سے سامع کو بات سمجھنے میں آسانی ہوگی۔ مثالوں سے کی ہوئی بات کم فہم کو بھی سمجھ میں آجاتی ہے، اور افکار و خیالات کے حوالے دے اور بات اقتباسات اور استدلالات سے بیان کرے تو بات زیادہ وزن دار اور مؤثر ہوگی۔ اس کے لئے دلائل کتاب اللہ، سنت اور مفکرین کے اقوال، ماہرین کے افکار مشہور انسائکلو پیڈیا میں سے دیے جائیں اور اپنے کلام کو وزنی بنائیں۔

مکالمہ میں صبر و تحمل اور غصہ پہ کنٹرول ہونا چاہیے:

مکالمہ کرنے والوں کے لیے یہ بات بیحد ضروری ہے کہ وہ صبر و تحمل کا مضاہرہ کریں اور اگر مخالف کوئی نامناسب بات کرے تو اس پر جلد بازی میں غصہ نہ کریں بلکہ صبر اور تحمل کے ساتھ اس کی بات کا جواب دینا چاہیے۔''امام ابوحنیفہ نے اپنے شاگرد سے کہا (اللہ تعالیٰ تمہیں نیک کرے) تم جلد باز ہرگز نہ بنو اور فتویٰ دینے میں جلدی نہ کرو۔'' مکالمہ میں اگر فریق ثانی آپ کی رائے سے اتفاق نہ کرے تو بھی آپ کو غصہ نہیں کرنا چاہیے اور نہ ہی اس کو زبردستی اپنی بات منوائین کیوں کہ: لا اکراہ فی الدین (۱۴)

مکالمہ نتیجہ خیز اور کسی نظریہ کی بنیاد پہ ہونا چاہیے:

اکثر دیکھا گیا ہے کہ مباحثوں میں بات سے بات نکلتی رہتی ہے اور اصل موضوع سے ہٹ کر بات کہیں سے کہیں پہنچ جاتی ہے۔ جب آپ کو یہ محسوس ہو کہ بات موضوع سے ہٹ رہی ہے تو آپ بات کو اصل موضوع کیطرف لوٹائیں تو اس سے وقت کا زیاں بھی نہ ہوگا اور گفتگو نتیجہ خیز ہوگی۔ اور یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ بات کرنے والے کی ذات کو درمیان میں نہ لانا چاہیے، اور طعنہ بازی سے پرہیز کی جائے۔

مذہب کی تعریف:

اے۔ بی ٹیلر نے بتایا کہ: مذہب روحانی موجودات پر اعتقاد کا نام ہے۔ میتھو آرنلڈ نے مذہب کو جذبات سے متاثر اخلاق یا جذباتی اخلاق کہا ہے۔ پروفیسر وائیٹ ہیڈ: مذہب اعتقاد کی اس قوت کا نام ہے جس سے انسان کو اندرونی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ (۱۵)

Religion: Faith and practices involving the relationship between mainkind and what it regards as sacered. Religion generally includes the belief in the supernatural and a code of ethical behavour(15-A)

Main Features of Religion:

a:The sacred;

In most religions a distinction is made between what is sacard a holy and what is not .well developed religions usually have saced writings such as the Bible and the Quran .Islam has its holy cities specialy MeCCa .the Cow is sacred to Hindu .Every religion has sacred Objects, Usually kept in places of worship ,certain persons are considered holy ,an example being Muhammad (PBUH) for muslims .

b.The supernaturals:

Every religion has its God or gods,or some supernatural powers.

c:The Soul:

Most religins involve the belief that in every person there is a spirtual something called soul.

d.Belief in an after life :

Most religions include the belief that a persons soul lives an spirtully after the body dies .In some religions ,such Hinduism,it is believed that when a

person dies ,his soul becomes reborn ,or is reincarnated ,in an other person or living object.

e:Salvation:

In nearly religion there is the belif that man must be saved from some thimg (hell for example) or for some thing (such as heaven)(16)

ہندو مذہب کا تعارف:

ہندو مذہب دنیا کے مذاہب میں سب مذاہب سے پرانا مذہب ہے۔ ہندو تمدن وتہذیب کا ابتدائی دور عیسوی سن سے تقریباً ڈھائی ہزار سال پہلے شروع ہوا، یعنی فرعون کے تنزل سے دوسو سال پہلے، ابتدائی دوَر میں ہندو تہذیب وتمدن اعلیٰ تہذیب شمار ہوتی تھی۔ وید اور شاستر اسی زمانے میں لکھے گئے۔ حالانکہ ہندو مذہب فقط ہندستان تک محدود رہا، اس کے باوجود اتنا ضرور کہا جائے گا کہ مصر کی تہذیب کے تنزل کے بعد یہ تہذیب دنیا کی بڑی تہذیبوں میں شمار ہوتی تھی۔(۱۷) عمادالحسن آزاد لکھتے ہیں کہ آریاؤں کی ہندوستان میں آمد سے قبل دراوڑی نسل کے لوگ آباد تھے جب آریاؤں نے ۷۰۰ اقبل مسیح ہندوستان پر حملہ کیا تو اس وقت ہندومت کا آغاز ہوا جن کی تہذیب کے نشانات موہن جوداڑو، ہڑپہ، ٹیکسلا، وغیرہ میں کھدائی سے برآمد ہوئے تقریباً ۵۰۰ قبل مسیح ویدوں کی تصنیف عمل میں آئی (۱۸) بعض محققین نے لکھا ہے کہ ہندومت آریاؤں کی ہندوستان میں آمد سے پہلے بھی تھا لیکن آریاؤں نے یہاں آکر اس مذہب کو مظبوط ومربوط کیا۔ چنانچہ ''اخلاقیات مذاہب عالم میں'' لکھا ہے کہ ہندومت کے آثار آریاؤں کی آمد سے پہلے بھی موجود تھے یہ مذہب زیادہ تر جادوٹونوں کی قسم پر مشتمل تھا۔ اور آریاؤں نے اسے باقاعدہ مضبوط مذہب کی شکل دی اپنی موجودہ حالت میں یہ ایک آریہ دھرم ہے (۱۹) مذاہب عالم ایک معاشرتی وسیاسی جائزہ میں احمد عبداللہ مسددی لکھتے ہیں: یہ کہنا مشکل ہے کہ کن بنیادی عقائد پر یقین رکھنا ہندو مذہب کے ماننے والے کے لیے ضروری ہے۔ کیوں کہ اس میں کسی الہامی مذہب کی طرح کسی پیغمبر یا کتاب کا وجود نہیں ہے۔ اس لیے کوئی معین عقیدہ بھی موجود نہیں ہے (۲۰) آریہ قوم اپنا مسلک اور روایتوں کا خزانہ لے کر ہندوستان آئے تھے اور ان کے مذہب کی بنیادیں وید ہیں۔ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ قدیم

قوموں کے عقیدے بھی ان میں شامل ہو گئے۔ تاریخی حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ ویدوں کے ابتدائی زمانہ میں یہ قوم توحید پر قائم تھی۔ آہستہ آہستہ عوام کی جہالت کی وجہ سے توحید کی جگہ شرک نے لے لی اور بعض غلط عقائد اور رسوم راہ پا گئے اور یہ لوگ اپنے بانیوں کی مقدس تعلیم سے دور ہو گئے تھے۔ ان میں بت پرستی رواج پا گئی ہندوں تری مورتی کا تصور یعنی برہما شودر اور وشنو اس طرح اور بھی کئی ویدی رسوم ہندو دھرم کا جز ولاینفک بن گئیں تھیں (۲۱)

ہندومت ہندوستان کا بہت ہی پرانا قدیم مذہب ہے اس کو ہندوستان میں پھیلانے اور اس کی تعلیمات کو عام کرنے میں ہمیں کسی مذہبی رہنما یا مقدس کتاب کا نام نہیں ملتا لیکن پھر بھی تحقیق سے پتا چلتا ہے کہ یہ مذہب ہندستان کا ایک بڑا مذہب رہا ہے۔ اور دنیا کے بڑے مذاہب میں ہندو مت کا شمار ہوتا ہے۔

ہندوؤں میں کتابوں کی تقسیم:

ہندو مذہب میں کتابوں کی تقسیم دو حصوں میں ہے (۱) شرتی یعنی کانوں سے سنا۔ یہ ویدوں پہ مشتمل ہے۔ وید کے لفظی معنیٰ جاننا، سوچنا موجود ہونا، غور کرنا اور حاصل کرنا ہیں۔ ویدوں کا یہ لٹریچر ہندوؤں نے قدیم زمانے میں مختلف علوم و رسوم سے متعلق جمع کیا تھا اور اس کا نام وید رکھ دیا تھا، ان ویدوں کی تصنیف کی غرض و غایت آگ ہوا، پانی، اور سورج کی پرستش کرنا ہے اور اس کے ذریعے دنیوی فوائد حاصل کرنا ہیں۔ وید چار ہیں (۱) رگوید (۲) یجروید (۳) سام وید (۴) اتھروید۔ (۲) سمرتی یعنی باپ دادوں کی طرف سے پہنچا ہوا۔ اس میں باقی تمام کتب شامل ہیں جو ویدوں کے علاوہ ہیں۔ (۲۲)

ویدوں کا زمانہ تصنیف ۱۵۰۰ ق۔م کے لگ بھگ پایا جاتا ہے۔ ان کتب میں دنیا سے فرار اور دنیاوی لذات سے کنارہ کشی کی تعلیم ملتی ہے (۲۳) ویدوں کے علاوہ ہندوؤں کی مقدس کتابیں اپشند ہیں جن کا زمانہ تصنیف ۸۰۰ ق۔م کے بعد کا ہے۔ ان میں اس بات پر زور دیا گیا ہے تمام مظاہر کائنات میں ایک ہی روح کارفرما ہے جسے ''برہما'' کہا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس میں تناسخ کے عقیدے پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے جس کے معنیٰ ہے کہ انسان مرنے کے بعد دوبارہ جنم لیتا ہے۔ نئے جنم میں جو شکل اختیار کرے گا وہ پچھلے اعمال پر منحصر ہے۔ (۲۴) ہندوؤں کی کتب

میں مہا بھارت اور رامائن بھی اہم ہیں جو قدیم رزجزیہ مثنویاں ہیں۔ مہا بھارت میں کوروں اور پانڈوں کے جنگ کے حالات ہیں اور ساتھ ساتھ مختلف نصیحتیں ہیں جن میں خاص طور پر دنیا کی بے ثباتی اور ظواہر کی کم حقیقتی پر زور دیا گیا ہے۔ رامائن میں رام کا واقعہ ہے جو ہندوؤں کے بڑے اوتار تھے۔ ہندو مذہب میں دنیا اور اس کے عیش و آرام کو ترک کرنا روحانی ترقی کے لیے ضروری ہے۔(۲۵)

ہندوؤں میں ذات پات کی تقسیم:

ہندوؤں میں ذات پات کی تقسیم کچھ اس طرح ہے (۱) برہمن (۲) کھتری (۳) ویش (۴) شودر۔(۲۶)

شروع زمانے میں کسی ایک طبقے کی سیادت کے آثار نہیں ملتے لیکن رفتہ رفتہ ہندوؤں میں ذات پات کا امتیاز ہونا شروع ہوا۔ ان کے چار طبقے ہوگئے جن میں سے بہتر برہمن اور سب سے کم تر شودر قرار پائے۔ اس ذات پات کی بنیاد پیدائش ہے۔ یعنی جو شخص برہمن پیدا ہوا وہ چاہے کتنے بھی خراب کام کرے برہمن ہی رہے گا، اس لیے کہ "برہما" (خالق کائنات) نے اسے اپنے سر سے پیدا کیا ہے۔ دوسری مختلف ذاتوں کو اس نے اپنے دوسرے اعضاء سے پیدا کیا ہے۔ کھتریوں کو اپنے بازوؤں سے۔ ویشوں کو اپنے شکم سے، اور شودروں کو اپنے قدموں سے اسی اعتبار سے ان کی ذاتوں کے کام متعین ہوئے: برہمنوں کا کام تحصیل علم، پوجا پاٹ اور تلقین و وعظ۔ کھتریوں کا کام جنگ اور حکومت۔ ویشوں کا کام کھیتی باڑی اور تجارت۔ اور شودروں کا کام چاکری کرنا ہے۔ ان کی ذاتوں کی بندش اس قدر سخت ہے کہ آپس میں شادی بیاہ بھی ممکن نہیں۔ سب سے برا درجہ اچھوتوں کا ہے، جن کے چھونے سے بلکہ جن کے محض سائے سے بھی اونچی ذات کے لوگ ناپاک ہو جاتے ہیں۔ اچھوت اس کنویں سے پانی نہیں بھر سکتے جس سے اونچی ذات کے لوگ پانی بھرتے ہیں، ان کے برتنوں میں کھانا نہیں کھا سکتے، حتیٰ کہ اونچی ذات والوں کے مندروں میں جا بھی نہیں سکتے۔ بہت سے ہندو مصلحین نے اس شدت کے ختم کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے اور ذات پات کی یہ تقسیم اب بھی ہندوستان میں برقرار ہے۔(۲۷)

ہندوؤں کے دیوتا:

ہندوؤں کے دیوی دیوتاؤں کا کوئی شمار نہیں، لیکن ان میں سے اہم تین ہیں۔ برہما، وشنو، اور شیوا۔ برہما اس کائنات کا خالق ہے لیکن اس سے آگے کے اس کو اختیارات نہیں۔ وہ محض کائنات کے لیے نکتہ آغاز ہے اور اسی بناء پر ہندوؤں میں اس کی عبادت بہت شاذ ہوتی ہے۔ وشنو سلامتی اور بقاء کا دیوتا ہے۔ برہما تو انسانی زندگی سے اس سے زیادہ متعلق نہیں کہ اس نے انسان کو پیدا کیا۔ لیکن وشنو کا تعلق زیادہ دائمی ہے۔ بعض اوقات یہ انسانی شکل میں بھی نمودار ہوتا ہے۔ ہندو اپنے بڑے رہنماؤں رام اور کرشن کو وشنو ہی کا اوتار کہتے ہیں جس کی معنیٰ یہ ہوئے کہ وشنو ان میں حلول کر گیا تھا۔ وشنو تو سلامتی کا دیوتا تھا۔ اس کے برعکس شیوا کا کام حیات کو ختم کرنا ہے۔ اس طرح عملی زندگی میں راج کرنے والے شیوا اور وشنو ہی ہیں۔ جن کے کام ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔(۲۸)

ہندوؤں سے مکالمے کے فوائد:

ہندوؤں کے ساتھ مکالمہ کرنے کے فوائد میں سب سے زیادہ اہم خطہ کا امن ہے، کیونکہ ہمارے ساؤتھ ایشیا کے تقریباً سارے ممالک میں دونو مذاہب کے لوگ بکثرت ہزاروں سالوں سے رہائش پذیر ہیں اور انہیں اس خطہ میں ہی رہنا ہے۔ ایک دوسرے کے ساتھ پرامن بقائے باہمی کی بنیاد پر اگر ہم رہیں گے تو، نیو ورلڈ آرڈر کے نام پر سات سمندر پار کے احکامات سے شاید ہم بچ جائیں۔

اس خطہ میں رہائش پذیر ساری انسانی اکائی کے لیے بیحد ضروری ہے کہ تمام معاملات کو آپس میں مکالمہ (بات چیت) کے ساتھ صبر و برداشت کے اصول کے تحت حل کریں اور بیرونی آقاؤں کے چنگل سے آزاد ہو جائیں۔

اگر ہم آپس میں بات چیت کے ذریعے معاملات کو حل کریں گے تو اس سے ماحول پرسکون ہوگا اور فسادات کا خاتمہ ہوگا۔ ایک دوسرے کے قریب آئیں گے تو تعلیم، سائنس اور ٹیکنالوجی، علم و ہنر میں ترقی ہوگی۔

اگر ہم پرامن ہو جائیں تو جھگڑے کی نوبت ہی نہ آئے گی اس سے معاشیات میں ترقی

ہوگی، اس خطے سمیت پوری دنیا سے بھوک اور افلاس، بیروزگاری، تنگدستی اور دہشتگردی ختم ہو جائے گی۔اس سے علاقہ میں ایسا سماج وجود میں آئے گا جو اپنے اپنے کام میں مگن اوعدوسروں کو ان کے کام ان کی مرضی سے کرنے دیگا۔

آج پوری دنیا کاروبار، صنعت، اور تجارت میں آگے بڑھ چکی ہے، ہندو مسلم مکالمہ کی وجہ سے یہاں بھی صنعت اور تجارت میں ترقی ہوسکتی ہے جس سے نہ صرف اس خطہ کو بلکہ ساری دنیا کو اقتصادی اور تجارتی فائدہ ہوگا۔

انسان کو اپنی معاشرت اور تھذیب کے لیے دوسروں کے تعاون کی ضرورت ہے وہ اپنی ضرورتیں تنہا پوری نہیں کرسکتا اسی طرح ہندو مسلم ڈائیلاگ سے اس خطہ سمیت پوری دنیا کو معاشرتی اور تھذیبی فائدہ ہوگا۔

تجاویز:

☆ اگر فاصلے کم کرنے کی طرفین کی کوششوں میں اخلاص ہو،اور ایک دوسرے کے قریب لانے والے سرگرم عمل ہوجائیں تو دونوں مذاہب کے درمیان امن، محبت، رواداری اور باہمی احترام کی فضا قائم ہوجائے گی اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم گفتگو کریں اور ایک دوسرے کو سنیں اور مشترکات پر پیش رفت کریں اور ایک دوسرے کے خلاف لکھنے سے گریز کریں۔

☆ ذرائع ابلاغ کے جتنے بھی ذرائع ہیں دونوں اطراف سے بجد مثبت زبان کا استعمال کرنا چاہیے، اس طرح میڈیا کے ذریعے بہت سے معاملات کو اور اختلافات کو از خود ختم کیا جا سکتا ہے۔

☆ دونوں مذاہب کے رہنماؤں اور دانشوروں کی سالانہ بین الاقوامی کانفرنسز کا انعقاد کیا جائے جس میں امن واتحاد کے لیے تجاویز پیش کی جائیں۔

☆ دونوں مذاہب کے صوفیاء، علماء اور بزرگوں، مفکروں کی مشترکہ کانفرنسز کا انعقاد کیا جائے،اس آفاقی پیغام کو اور common factors کو سمجھنے کی کوشش کی جائے۔

☆ سنانے سے سننا بھتر یعنی فریق ثانی کی بات کو سننا بھتر ہے۔

☆ کانفرنسز کا ملکی اور عالمی سطح پر انعقاد کیا جائے اور پوری دنیا سے ہر ذات پات، رنگ ونسل اور ہر مذہب کے لوگوں کے درمیان باہمی مکالمے کی بنیاد پر اتحاد قائم کیا جائے تا کہ دنیا سے مذہب ذات پات اور رنگ ونسل کی بنیاد پر ہونے والے فسادات اور دہشگردی کا خاتمہ کیا جائے۔

خلاصہ بحث:

ہندو اور اسلام کا ماننے والا اگر ''جیو اور جینے دو'' کی پالیسی اپناتے ہوئے، اپنے اپنے مذاہب پر اپنے عقائد و احکام کی پیروی کرتے ہوئے عالمی اتحاد یگانگت، کائناتی امن، رواداری مفاہمت اور مشترکہ اقدار کے لیے مکالمہ کا سہارا لیں تو یہ خطہ اس دنیا کا سب سے پرامن خطہ بن سکتا ہے اور ساری انسانیت پرامن بن سکتی ہے۔

الخلق کلھم عیال اللہ

ساری مخلوق خدا کا کنبہ ہے۔

حوالہ جات

۱۔ (سورہ صف آیت ۹)

۱۔۱ے۔ http://en .wikipedia .org

۲۔ المعجم المفہرس للألفاظ القرآن، عبدالباقی مکالمہ واتحاد بین المذاہب کی مذہبی بنیادیں، ص ۶۶ پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی، ناشر مکتبہ یادگار شیخ الاسلام پاکستان علامہ شبیر احمد عثانی

۲۔۱ے (مکالمہ واتحاد بین المذاہب کی مذہبی بنیادیں، ص ۶۳، ۶۶ پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی، ناشر مکتب یادگار شیخ الاسلام پاکستان، علامہ شبیر احمد عثانی)

۳۔ سورہ یونس ایت ۹۹

۴۔ سورۃ بقرہ آیت ۳

۵۔ ایضاً

۶۔ سورہ بقرہ آیت ۲۵۶

۷۔ سورہ کافرون آیت نمبر ۶

۸۔ سورۃ الممتحنہ آیت ۸

۹۔ مکالمہ واتحاد بین المذاہب کی مذہبی بنیادیں ص ۶۹، ۷۰، پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی، ناشر مکتب یادگار شیخ الاسلام پاکستان علامہ شبیر احمد عثانی۔

۱۰۔ سورۃ البقرہ آیت ۱۰۴

۱۱۔ مکالمہ واتحاد بین المذاہب کی مذہبی منیادیں، ص ۱۹ پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی، ناشر مکتبہ یادگار شیخ الاسلام پاکستان علامہ شبیر احمد عثانی۔

۱۲۔ مہر، پروفیسر امیر الدین، گفتگو کا سلیقہ، ص ۱۱۸۔

۱۳۔ ثانی، ڈاکٹر صلاح الدین، مکالمہ واتحاد بین المذاہب کی مذہبی بنیادیں ص ۱۰۵

۱۴۔ سورہ بقرہ آیت ۲۵۶

۱۵۔ سلامی نظریہ حیات، ص ۵۰، مؤلف پروفیسر خورشید احمد، ناشر شعبہ تصنیف وتالیف وترجمہ کراچی

-15-A New stanard Encyclopedia v:11,p.R156 by standard educational corpoation chicago.

۱۶۔ New stanard Encyclopedia v:11,p.R156 by standard educational corpoation chicago.Main Features of Religion

۱۷۔ مسلم عورت جدا جدا مذہن، تہذبین ءسوشل قانونن میں عورت جی پوزیشن، ص ۲۰ نھور محمد حسن، ناشر نھور، محمد حسین عباسی بوک ڈیپو جھونا مارکیٹ کراچی

۱۸۔ اسلام کے کارہائے نمایاں، ص ۴۱، ۴۲ آزاد عماد الحسن،، ناشر مکتبہ جامع لمیٹڈ دہلی۔

۱۹۔ عورت قبل از اسلام و بعد از اسلام، ص ۵۵ بحوالہ اخلاقیات مذاہب عالم کی نظر میں ضیاء الدین سید، ناشر النور ہیلتھ وایجوکیشن ٹرسٹ کراچی

۲۰۔ مذاہب عالم ایک معاشرتی و سیاسی جائزہ ص ۳۱۵، ۳۱۶ المسدوسی احمد عبداللہ،، ناشر مکتبہ

خدام ملت کراچی

۲۱۔ ادیان و مذاہب کا تقابلی مطالعہ، ص ۳۱ عبدالرشید ڈاکٹر پروفیسر، طاہر سنز کراچی۔۲۰۰۴ء

۲۲۔ ایضاً۔صفحہ نمبر ۱۵۶۔۶۳

۲۳۔ اسلامی نظریہ حیات، ص ۵، خورشید احمد، ناشر شعبہ تصنیف و تالیف کراچی یونیورسٹی، کراچی۔

۲۴۔ ایضاً ۵۴۔۹۔ایضاً ص ۵۴۔

۲۵۔ عورت قبل از اسلام و بعد از اسلام، ص ۵۴ ضیاء الدین سید، ناشر النور ہیلتھ و ایجوکیشن ٹرسٹ کراچی

۲۶۔ خورشید احمد، اسلامی نظریہ حیات، ص ۵۳، ۵۴، ناشر شعبہ تصنیف و تالیف کراچی یونیورسٹی، کراچی

۲۷۔ ایضاً۔ص ۵۵

۲۸۔ سورۃ الفاتحہ آیت ۱

۲۹۔ سورہ ص، آیت ۸۷

۳۰۔ سورہ سبا، آیت ۲۸

۳۱۔ اسلام اور ہندو مت، ص ۳۲ ڈاکٹر ذاکر نائیک، بحوالہ، بھوش پران، پراتی سرگ پارہ ۳، کھانڈ ۳، ادھیائے ۳، اشلوک ۵ تا ۸

۳۲۔ مکالمہ واتحاد بین المذاہب کی مذہبی بنیادیں ص ۶۹، ۷۰ پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی، ناشر مکتبہ یادگار شیخ الاسلام پاکستان علامہ شبیر احمد عثمانی

۳۳۔ سورۃ الحج، آیت ۴۱

۳۴۔ متوازن اسلامی نظام معیشت، ص ۱۵ محبوب سردار نجار، ناشر محبوب سردار بھٹہ روڈ سکھر